نمبر ۱۴۱ | مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۶ مئی بذریعہ موٹر چار بجے کے قریب ڈلہوزی سے تشریف لاسے ہوئے ۲۷ مئی حضور نماز جمعہ پڑھانے کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں حضور کے حرم دوم بیماری کے باعث مقیم ہیں۔ اور ان کا اپریشن ہوگا۔ احباب ان کی صحت وعافیت کے لئے خاص طور پر دعا کریں مقامی امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب کو حضور نے مقرر فرمایا

۲۶ مئی لوکل کمیٹی کے زیر انتظام ایک تبلیغی جلسہ بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں جناب شاہ صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لمبی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مشاعرہ ہوا۔ جس میں مقامی شعراء کے علاوہ بیرونی شعراء کی نظمیں بھی پڑھی گئیں۔

مسئلہ کشمیر "پیغام صلح" اور "الفضل"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

گذشتہ ایام میں "پیغام صلح" میں ایک مضمون کسی صاحب زیرک شاہ صاحب کا شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں زیرک شاہ صاحب نے مولانا سید میرک شاہ صاحب پر اعتراض کیا ہے۔ کہ وہ قادیان کیوں جاتے ہیں۔ اور کیوں مجھ سے مل کر کشمیر کا کام کرتے ہیں۔ اگر کشمیر کی خدمت کرنی ہی مدنظر ہوتی۔ تو احرار سے مل کر کام کرتے مضمون نہایت نامناسب۔ زبان ناپسندیدہ اور مقصد نہایت غلط تھا۔ مولانا میرک شاہ صاحب نے اگر باوجود اختلاف عقیدہ مسلمانوں کی خیرخواہی کے لئے مجھ سے مل کر کام کیا۔ تو وہ اس میں منفرد نہ تھے۔ اہل حدیث شیعہ، حنفی، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبر۔ غرض ہر قسم کے لوگ اس امر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اور یہ ایک نہایت اعلیٰ علامت ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اب مسلمان ایک ایسے مقام پر کھڑے ہوگئے ہیں۔ کہ اپنے ذاتی اختلافات کو قربان کرکے اپنی ملی بہبودی کو مقدم کرنے لگے ہیں۔ اس حالت پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

میں نے جب یہ مضمون پڑھا۔ تو مجھے خطرہ ہوا۔ کہ اس کو بنائے مخاصمت بنا کر ایک نیا فتنہ پیدا کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں نے درد صاحب سے کہا۔ کہ وہ مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر لائٹ سے کہیں کہ یہ مضمون ناپسندیدہ تھا۔ وہ اس کا کچھ علاج کریں۔ اور خود کوئی ایسا جواب نہ دیا جائے۔ جو فتنہ کو لمبا کر کے ہماری کشمیر کے مسلمانوں کے متعلق گذشتہ محنت کو برباد کر دے۔ مجھے افسوس ہے کہ باوجود میری ہدایت کے "الفضل" میں ایک جواب اس مضمون کا شائع ہوا ہے۔ جو درگزر کی روح اور عفو کا نمونہ پیش کرنے کی بجائے غصہ اور غضب کی روح کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید افسوس یہ ہے۔ کہ یہ مضمون ایڈیٹوریل ہے۔ ہم غصہ سے کینہ کو دور نہیں کر سکتے محبت اور عفو کی روح ہی دلوں کی اصلاح کر سکتی ہے۔ میں اسے نہایت ناپسند کرتا ہوں۔ کہ بے غیرتی یا غضب ہم پر غالب آ جائیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ باوجود میرے بار بار سمجھانے کے کہ بے غیرتی۔ اور غصہ دو انتہائی مقام ہیں۔ ہمیں ان سے بچ کر غیرت اور عفو کے مقام پر جو وسطی مقام ہیں۔ کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ اس حکمت کو وقت پر بھول جاتے ہیں۔ کاش ہم اپنے نفس کو خدا اور انسانیت کے لئے قربان کرنے کا ملکہ پیدا کر سکیں۔ کیونکہ یہی کنجی سب روحانی ترقی کی ہے۔

میں اس مضمون پر گو یہ جواباً لکھا گیا ہے۔ اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد مولوی محمد یعقوب صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بعض علالت کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے) شامل نہیں ہوئے۔ ورنہ وہ شروع سے سچی ہمدردی کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ اور بغیر کسی علامت کے خوف کے احرار کے بارہ میں مضمون لکھتے رہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ زیرک شاہ صاحب کا مضمون احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پسند کردہ مضمون نہ تھا۔ اور ایک آدمی کی غلطی سب کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ بعض انجمن کے اخبار میں کسی مضمون کا شائع ہونا اس امر پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ انجمن اس سے متفق ہے۔ اس قسم کے مضامین کا تسلسل اور بلا تردید تسلسل اس امر پر دلالت کر سکتا ہے لیکن ابھی تک یہ بات ثابت نہیں۔ پس اس قدر جلدی جواب میں جوش و غضب کا رویہ اختیار کرنا ہرگز مناسب نہ تھا۔ "الفضل" میں بھی کئی ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کہ جو میرے منشاء کے خلاف ہوتے ہیں۔ ان کی ذمہ واری مجھ پر یا صدر انجمن احمدیہ پر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بسا اوقات مضمون نظر سے ہی نہیں گذرتا۔ یا گذرے۔ تو اس غلطی کو انفرادی یا معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ گو میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ غلطی بہت اہم غلطی تھی۔ اور چاہیئے تھا۔ کہ "پیغام صلح" کے ایڈیٹر اس سے اختلاف ظاہر کر دیتے۔ کیونکہ اس مضمون سے خود ان کی انجمن کے ممبر جو کشمیر میں رہتے ہیں۔ ناراض ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں۔ ہمارا رویہ اس بارہ میں وہی ہونا چاہیئے۔ جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ ہمارا فرض مولانا میرک شاہ صاحب کی برأت تک ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ دوسرے پہلو کو خود احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پر یا اس کے ممبروں پر چھوڑ دینا چاہیئے تھا۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی کا نتیجہ

ریاست جموں میں بیرونی پلیڈروں کو پیش ہونے کی اجازت مل گئی

ابھی تک ریاست جموں وکشمیر کے قانون کے مطابق بیرونی پلیڈروں کو ریاست کی عدالتوں میں پیش ہونے کی اجازت نہ تھی۔ جس کی وجہ سے ریاست کے مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی ایک عرصہ سے یہ کوشش کر رہی تھی۔ کہ اس قانون میں ترمیم ہو جائے۔ اور بیرونی پلیڈروں کو بھی مقدمات کی پیروی کی اجازت مل جائے۔ تاکہ ان مظلوم و بے کس مسلمانوں کی جو مقدمات میں مبتلا ہیں باہر سے قانون دان اصحاب بھیج کر قانونی امداد کی جا سکے۔ کیونکہ ریاست کے اندر کافی تعداد میں قابل مسلمان وکلاء کا میسر آنا سخت مشکل ہے کمیٹی کی بار بار کوششوں کے نتیجہ میں اب ریاست نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ بیرونی پلیڈر بھی مقدمات میں پیش ہو سکتے ہیں۔ اس امر کی اطلاع باقاعدہ طور پر ہمارے پاس پہونچ چکی ہے۔

ہم مسٹر دلال چیف جسٹس اور کرنل کالون پرائم منسٹر جموں وکشمیر کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے اس امر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی درخواستوں پر ہمدردانہ توجہ کی۔ اور مہاراجہ بہادر سے اس امر کی منظوری دینے کے لئے سفارش کی۔

خاکسار شمس کاشمیری

میر محمد بخش صاحب پلیڈر کی خدمات کا شکریہ

میر محمد بخش صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی جن کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے فسادات جموں کے بعد مظلوم مسلمانوں کی قانونی امداد کے لئے بھیجا تھا۔ ۱۹۔ مئی کامل چھ ماہ کے بعد کوٹلی وغیرہ کے مقدمات کی پیروی کے لئے جموں سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں نے ۱۹۔ مئی کے اجلاس میں آپ کی ان گرانقدر خدمات کے لئے جو آپ نے ۲۔ نومبر گذشتہ کے ہولناک فسادات کے مظلوم مسلم ماخوذین کی پیروی کرتے ہوئے دن رات مسلسل محنت اور جانفشانی سے بوجہ احسن انجام دیں۔ اظہار تشکر کی قرارداد منظور کی۔ (نامہ نگار)

جموں میں ہندوؤں کی حکم نافرمانی

۲۳۔ مئی قریباً چھ بجے شام مندر دیوان جموں سے ہندوؤں کا ایک جلوس گاندھی ریورٹ مردہ باد وغیرہ کے نعرے لگاتا ہوا اور ہاتھ میں سیاہ جھنڈے اور گتے کے بڑے بڑے تختے لئے ہوئے جن پر گلانسی رپورٹ مردہ باد۔ ہندو قوم زندہ باد وغیرہ لکھا ہوا تھا نکلا۔ جس کے ساتھ ایک ہندو ڈپٹی انسپکٹر پولیس بھی بازار ڈوگرہ میں دیکھا گیا۔ جلوس قریباً ۲۵۔ آدمیوں پر مشتمل تھا جس میں دو تین عورتیں بھی تھیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مختلف مقامات سے صرف گیارہ گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جلوس کے منتشر ہو جانے کے کوئی آدھ گھنٹے بعد بازار میں پائے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جلوس تمام میرپوری ہندو باشندوں پر مشتمل تھا۔ شہری ہندو عمداً عکسو... کی طرح ساتھ ساتھ تھے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گرفتار شدگان میں سے دس کو ایک ایک ماہ قید اور پانچ پانچ روپے جرمانہ اور ایک کو چھ ماہ قید اور پچاس روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔

۲۴۔ مئی۔ صبح سے دوپہر تک جموں کے ہندو نوجوانوں کے چار مختلف جلوس خلاف ورزی قانون میں نکلے۔ جن میں سکولوں اور کالج کے طلبہ نے نمایاں حصہ لیا۔ کل کی طرح لڑکوں کے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈے اور گتے کے بڑے بڑے تختے تھے جن پر گلانسی رپورٹ مردہ باد۔ ہندو قوم زندہ باد۔ حکومت پر اعتماد مت کرو۔ چارج واپس جاؤ وغیرہ جلی قلم سے لکھا ہوا تھا۔ گلینسی رپورٹ مردہ باد۔ ہندو قوم زندہ باد کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔ سری رنبیر سنگھ ہائی سکول پر باقاعدہ پکٹنگ لگائی گئی۔ بہت کم طلبہ سکول میں حاضر ہو سکے۔ گرفتاریاں نہایت مضحکہ خیز طریق پر ہو رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دوپہر تک صرف اٹھارہ گرفتاریاں ہوئیں۔ (نامہ نگار)

ٹربیونل کے مسلمان جج کے خلاف مسلمانان پونچھ کی آواز

پونچھ ۲۵ مئی۔ مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا۔ سردار محمد اکرم صاحب کو ٹربیونل میں بطور مسلمان جج مقرر کیا گیا ہے۔ آپ ایک جاگیردار ہیں۔ جو نہ تو انگریزی جانتے ہیں۔ اور نہ قانون سے واقف ہیں۔ نیز وہ اپنی بند شدہ پنشن حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان وجوہات سے مسلمان ان پر کوئی اعتماد نہیں رکھتے براہ مہربانی کوئی قابل مسلمان جج ریاست جموں وکشمیر سے مقرر کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

فساداتِ بمبئی کے روح فرسا مناظر

ہندوؤں نے فساد شروع کیا اور ہندو ہی فساد بڑھاتے گئے

ہندوؤں کی مسلمانوں پر یورش

بمبئی کے تازہ فسادات نے ایک بار پھر مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ خلاف قانون اور خلاف امن کانگرسی تحریکات کے نتیجہ میں ہندو جہاں گورنمنٹ کے خلاف روز بروز نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کر رہے۔ حکام کو قتل کرنے کے واقعات بڑھا رہے اور بد امنی پھیلا رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبوں کو بھی عمل میں لانے میں زیادہ بے باک ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں نے جب سے اپنے حقوق کے تصفیہ کا سلسلہ کرنا شروع کیا ہے۔ اسی وقت سے ہندو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جب وہ ایک طاقت ور اور ہر قسم کے سامان رکھنے والی حکومت کو اپنے آگے جھکنے پر مجبور کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ تو مسلمانوں کی انہیں کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کی امداد کے بغیر نہ صرف اپنا مقصد حاصل کر کے دکھا دیں گے۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی بتا دیں گے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے آپ کو کیسے مصائب میں مبتلا کر لیا ہے۔

اب یک وقت ہندو اپنے ان دونوں ارادوں کو عمل میں لانے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ایک طرف تو وہ حکومت کو مرعوب کرنے اور اپنے خلاف انصاف مطالبات کے آگے جھکانے کے لئے ہر قسم کے تشدد پر اتر آئے ہیں۔ اور دوسری طرف انہوں نے مسلمانوں کا قافیہ تنگ کرنا۔ اور ان کے خون سے ہاتھ رنگنے شروع کر دیئے ہیں قانون شکنی کی تحریکات۔ حکام کے پے در پے قتل۔ ڈاک خانوں کے کاروبار کو معطل کر دینے کی کوششیں سلسلہ تار برقی کو منقطع کرنا اور ریلوے کو نقصان پہنچانا ایک طرف تو بمبئی کے حال کے فسادات دوسری طرف اس کا تازہ ثبوت ہیں۔ یہ فسادات اپنی نوعیت اور ہندوؤں کی وحشت و درندگی کے لحاظ سے بالکل نیا رنگ رکھتے ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے کس قدر آمادہ و تیار ہیں۔

فسادات کی ابتدا

بمبئی کے فسادات کی ابتدا کے متعلق ہندو مسلم بیانات اس بات پر متفق ہیں۔ کہ یہ چند مسلمان لڑکوں کے حسب معمول محرم کی سبیلوں کے لئے دوکانداروں سے چندہ مانگنے کے موقعہ سے شروع ہوئے۔

مسلمانوں کا بیان

آگے یہ کہ شروع کس طرح ہوئے۔ مسلمانوں کا بیان ہے۔ کہ ایک ہندو دوکاندار نے ان لڑکوں سے سخت کلامی کی۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں قابل اعتراض کلمات کہے۔ جس پر لڑکوں نے بُرا منایا۔ اور ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ہندوؤں نے جمع ہو کر انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اس موقعہ پر جو مسلمان جمع ہو گئے۔ ان پر بھی سوڈا واٹر کی بوتلوں سے ہندوؤں نے حملہ کر کے انہیں مجروح کر دیا۔ جب یہ بات شہر کے دوسرے حصوں میں پہونچی۔ تو فسادات شروع ہو گئے۔

ہندوؤں کا بیان

اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کا بیان یہ ہے۔ کہ

"بمبئی کے مقامی بازار میں کچھ مسلمان فقیر محرم کی بخشیش یا خیرات مانگ رہے تھے۔ ایک ہندو دوکاندار کے ملازم نے خیرات۔ یا بخشیش دینے سے انکار کر دیا۔ مسلمان فقیر اڑ گئے۔ لیکن دوکان کے ملازم نے کہا۔ کہ وہ اس وقت بخشیش نہیں دے سکتا۔ دوکان کا مالک دوکان پر موجود نہیں۔ مسلمان فقیر یہ سن کر چلے گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد بہت زیادہ تعداد کو ساتھ لے کر پھر اسی ہندو دوکان پر پہونچ گئے۔ اور اینٹ پتھر اور سوڈا واٹر کی ٹوٹی بوتلیں پھینکنے لگے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے بعد یہ دیا بڑی تیزی کے ساتھ دوسرے بازاروں میں بھی پھیل گئی" (ملاپ ۲۰ مئی)

ہندوؤں کا بیان دُور از عقل ہے

ان دونوں بیانات کو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو فساد کی ابتدا کا الزام مسلمانوں پر لگانے میں قطعاً حق بجانب نہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کا جو بیان ہے وہ واقعیت پر مبنی ہے۔ جب ہندوؤں کے اپنے بیان کے مطابق "مسلمان فقیر" ایک ہندو کی دوکان پر خیرات یا بخشیش مانگنے گئے تو پھر ایک ذرہ سی عقل و سمجھ رکھنے والے کسی انسان کے دماغ میں یہ کس طرح آ سکتا ہے۔ کہ ان خیرات مانگنے والے فقیروں کو ہندو دوکان کے ملازم کے صرف یہ کہہ دینے پر کہ "وہ اس وقت بخشیش نہیں دے سکتا" اس قدر اشتعال آ گیا۔ کہ "تھوڑی ہی دیر کے بعد بہت زیادہ تعداد کو ساتھ لے کر پھر اسی دوکان پر پہونچ گئے۔ اور اینٹ۔ پتھر سوڈا واٹر کی ٹوٹی بوتلیں پھینکنے لگے" کوئی صحیح الدماغ انسان ایک لمحہ کے لئے بھی اسے درست ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ خیرات یا بخشیش مانگنے والے فقیر اتنے ہی ذکی الحس ہوتے۔ تو وہ در بدر اور ہندوؤں کی دوکانوں پر خیرات مانگنے جاتے ہی کیوں۔ اور اگر ایسے ہی زود رنج اور صرف بخشیش دینے سے انکار کرنے پر اس درجہ مشتعل ہو جانیوالے ہوتے۔ تو گھر سے نکلتے ہی سب سے پہلے جو دوکاندار بخشیش دینے سے انکار کرتا۔ اس کے سر ہو جاتے۔ مگر ہندوؤں کا اپنا بیان ہے کہ وہ بازار میں بخشیش یا خیرات مانگتے چلے آ رہے تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جس ہندو دوکاندار کی دوکان پر فساد ہوا۔ اسی نے فساد کی بنیاد ڈالی۔ اور آمادہ بفساد ہندوؤں نے اس آگ کو ان کا امن بھڑکا کر رکھ دیا۔

مسلمانوں کا بیان مبنی بر صداقت ہے

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا بیان بالکل قرین قیاس اور مبنی بر صداقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو دوکاندار نہ صرف بخشیش مانگنے پر سخت کلامی سے پیش آیا۔ بلکہ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں قابل اعتراض کلمات کہے۔ اور جب مسلمان لڑکوں نے اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تو ہندو نہ صرف ان پر بلکہ دوسرے مسلمانوں پر بھی پل پڑے۔ اور اس طرح فساد کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔

فسادات کی آگ ہندوؤں نے پھیلائی

اس بات کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ فسادات کی بنیاد خود ہندوؤں نے ڈالی جب فسادات کی تفصیلات کو دیکھا جائے۔ تو صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں نے اس خود بھڑکائی ہوئی آگ پر تیل ڈالنے اور اس کے شعلے بلند کرنے میں اپنی ساری کوشش صرف کر دی۔ قریباً ہر جگہ۔ اور خصوصاً ہندو مقامات مثلاً گیر گام۔ اور

سینڈ ہرسٹ روڈ پر ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملے کرنے میں پیش قدمی کی۔ بوہروں کی تمام دوکانوں کو لوٹ لیا۔ اور گلال واڑی میں بہت سے مسلمانوں کی دوکانیں لوٹ لیں۔ اور سامان کو آگ لگا دی۔

آتش زدگی کا سب سے پہلا واقعہ

لوٹ مار کے علاوہ آتش زدگی کی ابتداء بھی ہندوؤں نے کی۔ اور یہ سنکر ہر مسلمان کا خون کھولنے لگے گا۔ کہ فسادات شروع ہونے کے بعد آتشزدگی کا سب سے پہلا واقعہ سٹیشن کے قریب کی ایک مسجد کے متعلق ہوا۔ جسے ہندوؤں نے آگ لگا دی۔ اور فائر بریگیڈ نے ایک گھنٹہ کی کوشش کے بعد آگ بجھائی۔

مسجدوں پر حملے

اس کے علاوہ بھی ہندوؤں نے کئی مسجدوں پر حملے کئے۔ چنانچہ ہندو مزدوروں نے پریل میں ایک مسجد کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ لیکن پولیس کے بروقت پہونچ جانے کی وجہ سے وہ اپنی شرارت میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آرتھر روڈ اور پریل روڈ کے جنکشن کی مسجد پر ہندوؤں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے پولیس کو گولی چلانی پڑی۔

مسلمانوں کا رویہ

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بمبئی کے ہندو کس قدر فسادات کو بھڑکانے اور مسلمانوں کے قتل کے سامان پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ انہوں نے آتش زدگی کی ابتداء اس مقام سے کی جسے مسلمان خانۂ خدا سمجھتے۔ اور جس کی حفاظت کے لئے وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینا ضروری جانتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کی دوکانوں اور مکانوں کو بے دریغ نذرِ آتش کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں تمام فسادات اور ہر قسم کی اشتعال انگیزیوں کے باوجود مسلمانوں نے کسی ایک مندر کی بھی بے حرمتی نہ کی۔ اور وہ ہر جگہ اپنی جان اور مال کی حفاظت میں مصروف رہے۔

قبروں کی بے حرمتی

پھر ہندوؤں نے فتنہ انگیزی میں اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ نہایت ہی بے شرمی اور بے حیائی سے مسلمانوں کے بزرگوں کی قبروں کی بھی بے حرمتی کی۔ اور انہیں اکھیڑ کر ان کی جگہ پر قبضہ جما لیا۔ اور بُت رکھدیئے۔ چنانچہ "حاپ" (۲۴ مئی) لکھتا ہے:۔

"فسادات کے دوران میں دو قبریں توڑ دی گئیں۔ اور بعض سادھوؤں اور دیگر ہندوؤں نے اس مقام پر قبضہ کر کے مورتیاں رکھ دیں۔ انہوں نے ایک اور ٹکڑہ زمین پر بھی قبضہ کر لیا جو گرائی گئی قبروں کے متصل میونسپل تفریحی گراؤنڈ کے نام سے مشہور ہے"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی چیرہ دستیاں کس قدر بڑھی ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے فسادات کے دوران میں مسلمانوں کو ہر طرح مشتعل کرنے۔ اور ان کے جذبات و احساسات کو کچلنے میں کیسی کیسی شرمناک حرکات کیں۔

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے کئی مقامات پر ہندوؤں کی حفاظت کی۔ ان کی دوکانوں پر مسلمان والنٹیر مقرر کئے۔ لیکن ہندوؤں نے ان والنٹیروں کو بھی زخمی کر دیا۔

سوچی ہوئی تجاویز کے مطابق فساد

ان واقعات سے جو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں نے سوچی سمجھی ہوئی تجاویز کے ماتحت فسادات شروع کئے۔ اور پھر انہیں انتہا تک پہونچانے کی اور مسلمانوں کو ہر رنگ میں نقصان پہونچانے کی پوری پوری کوشش کی۔ متعدد مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا۔ سینکڑوں کو مجروح کر دیا۔ ان کا لاکھوں روپیہ کا مال و اسباب یا تو لوٹ کر لے گئے۔ یا نذرِ آتش کر دیا۔ ان کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی کی۔ ان کے بزرگوں کی قبروں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ بت رکھدیئے۔

ہندوؤں کا واویلا اور مسلمانوں کی گرفتاریاں

باوجود اس کے اب یہ واویلا کیا جا رہا ہے۔ کہ جو کچھ کیا مسلمانوں نے کیا۔ تاکہ مسلمان ہی قانونی شکنجے میں کسے جائیں۔ اور ان کی تباہی و بربادی کی رہی سہی کسر اس طرح نکال دی جائے۔ چونکہ بمبئی کی پولیس زیادہ تر ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ اس لئے یہ خطرہ حقیقت کی شکل اختیار کرتا نظر آ رہا ہے۔ کہ بے حد تباہی و بربادی کے بعد گرفتاریاں بھی زیادہ تر مسلمانوں ہی کی ہو رہی ہیں۔ ہندوؤں کے جور و ستم سے بچے کھچے مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچانے کی کوشش کرنا تمام مسلمانانِ ہند کا فرض ہے۔ اور انہیں ایک لمحہ کا بھی توقف کئے بغیر فوراً اس طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

نہایت تلخ تجربہ

دورانِ فساد کی ایک نہایت ہی المناک حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندو دوکانداروں نے مسلمانوں کے ہاتھ کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرنی قطعاً بند کر دیں۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں نے یہ ایام نہایت ہی دکھ اور تکلیف میں گزارے۔

بمبئی کے فسادات سے سبق

غرض بمبئی کے فسادات نے مسلمانوں کے سامنے نہایت ہی روح فرسا اور دردناک مناظر پیش کئے ہیں۔ اور ان پر واضح کر دیا ہے۔ کہ جب تک وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے پورے طور پر منظم نہ ہونگے۔ اور اپنی ہر قسم کی ضروریات کا انتظام اپنے ہاتھ میں نہ لیں گے اس وقت تک ان کا زندہ رہنا محال ہے۔ اگر یہ فسادات اس پہلو سے مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے والے ثابت ہوں۔ اور وہ آئندہ اپنی حفاظت کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں۔ تو "عدو شرے برانگیزد کہ خیرے ما دراں باشد" کے مصداق بن سکتے ہیں۔

اچھوت طلباء کے لئے وظائف

حکومت یوپی کی یہ کارروائی بہت تعریف کے قابل ہے کہ اس نے ماہ جولائی ۱۹۳۲ء سے صوبہ کے مختلف اضلاع میں اچھوت لڑکوں کو وظائف دینے کا انتظام کیا ہے۔ یہ وظائف کم از کم چھ سَو اچھوت طلباء کو دیئے جایا کریں گے۔ اور ان کی مجموعی مقدار ۴۵ ہزار روپیہ کے قریب ہوگی۔ یہ وظائف مڈل اور ہائی سکول تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہونگے۔ نیز اس طرح حکومت کے صنعتی سکولوں میں داخل ہونے کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

اچھوتوں کے لئے ہر صوبہ کی حکومتوں کو تعلیمی وظائف منظور کرنے چاہئیں۔ اور اس طرح انہیں تعلیم میں ترقی کرنے کا موقع دینا چاہیئے۔

فسادات بمبئی کے متعلق وزیرِ ہند کا بیان

فسادات بمبئی کے متعلق ہم اپنے افتتاحیہ میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ابتداء بھی ہندوؤں نے کی۔ اور فسادات کو وسعت بھی ہندوؤں نے دی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اشارۃً یہ بھی بتا چکے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ کانگرسی تحریکات کا اور مسلمانوں کے خلاف کانگرس کے رویہ کا نتیجہ ہے۔ اس کی تفصیلات تو پبلک کے سامنے روز بروز آتی ہی رہیں گی۔ لیکن ایک مختصر لیکن نہایت جامع بیان وہ ہے۔ جو وزیر ہند نے فسادات بمبئی کے متعلق دارالعوام میں دیا۔

مسٹر جے ایس۔ وارڈلا نے دریافت کیا۔ کہ "آیا کانگرسی رضاکاروں نے جو ہندوؤں پر عملی طور پر قابو رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ امن کی بحالی میں حکومت کی امداد کی"؟

وزیر ہند نے اس کے جواب میں کہا:۔

"امداد دینے کی بجائے رضاکار بعض حالتوں میں امن عامہ کے لئے خطرہ۔ اور تمام حالتوں میں عوام کے لئے تکلیف کا باعث ثابت ہوئے ہیں"۔

کیا اس سے صاف طور پر ثابت نہیں ہے۔ کہ فسادات بمبئی میں کانگرسیوں کا پورا پورا دخل تھا۔ اور انہوں نے امن قائم کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے فسادات کو اور بھڑکایا۔ تاکہ مسلمانوں کو جان و مال کا نقصان زیادہ سے زیادہ پہنچے۔ اور انہیں کانگرس سے علیحدہ رہنے کا مزا چکھایا جائے۔

یہ اس کانگرس کے رضاکاروں کا حال ہے۔ جو دنیا کے سامنے اپنے آپ کو تمام ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت قرار دیتی ہے۔ اور دعویٰ رکھتی ہے۔ کہ وہ ہر ہندوستانی کے حقوق کی محافظ ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کی تعبیر

چمکیلی اور روشن تلوار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تریاق القلوب اور ازالۂ اوہام میں اللہ تعالےٰ کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے اپنا یہ رؤیا بیان فرمایا ہے۔ کہ

"جب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی میرے اس خواب کے مطابق فوت ہو گئے۔ جو میں نے ان کی وفات کے بارے میں دیکھی تھی۔ تو میں نے انہی ایام میں کہ جب تھوڑے ہی دن ان کی وفات پر گزرے تھے انکو خواب میں دیکھا۔ تو میں نے ان کے پاس اپنی یہ خواب بیان کی۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ میرے ہاتھ میں ایک نہایت چمکیلی اور روشن تلوار ہے۔ جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک کی طرف آسمان میں ہے۔ اور نہایت چمکدار ہے۔ اور اس میں سے ایک چمک نکلتی ہے جیسا کہ آفتاب کی چمک۔ اور میں کبھی اس کو دائیں طرف چلاتا ہوں۔ اور کبھی بائیں طرف۔ اور ہر ایک دفعہ جب میں وار کرتا ہوں۔ تو مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے کناروں تک وہ تلوار اپنی لمبائی کی وجہ سے کام کرتی ہے۔ اور میں ہر وقت محسوس کرتا ہوں۔ کہ آفتاب کی بلندی تک اس کی نوک پہنچی ہے۔ اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے۔ جو ایک دم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے۔ اور گو وہ دائیں بائیں میرے ہاتھ سے پڑتی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہاتھ تو میرا ہے۔ مگر قوت آسمان سے ہے۔ اور ہر ایک دفعہ جو میں دائیں طرف یا بائیں طرف اس کو چلاتا ہوں۔ تو ہزارہا انسان زمین کے کناروں تک اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۵۹ حاشیہ)

مولوی عبداللہ صاحب کا تعبیر بتانا

اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں :-

"حضرت عبداللہ صاحب مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس میری خواب کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور بشاشت اور انبساط اور انشراح صدر کی علامات و امارات ان کے چہرہ پر نمودار ہو گئے اور فرمانے لگے۔ کہ اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آپ سے بڑے بڑے کام لے گا۔" (ازالۂ اوہام ص۸۲۳)

نیز فرمایا :-

"تلوار سے مراد اتمام حجت اور تکمیل تبلیغ اور دلائل قاطعہ کی تلوار ہے۔ اور یہ جو دیکھا کہ وہ تلوار دائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے۔ سو اس سے مراد دلائل روحانیہ ہیں جو از قسم خوارق اور آسمانی نشانوں کے ہوں گے۔ اور یہ جو دیکھا گیا۔ کہ ایسا ہی وہ بائیں طرف بھی مار کرتی ہے۔ تو اس سے مراد دلائل عقلیہ وغیرہ ہیں۔ جن سے ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت ہو گا۔ پھر بعد اس کے انہوں نے فرمایا۔ کہ جب میں دنیا میں تھا۔ تو میں امیدوار تھا۔ کہ ایسا انسان دنیا میں بھیجا جائیگا۔ بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔" (تریاق القلوب)

خواب کا مدعا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رؤیا جیسا کہ اسکی تعبیر سے ظاہر ہے عظیم الشان برکات روحانیہ کا حامل ہے۔ اس میں بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ذریعہ اسلام کی صداقت میں اگر ایک طرف لاکھوں قسم کے نشانات ظاہر فرمائیگا۔ تو دوسری طرف دلائل و براہین کے ذریعہ سے مختلف مذاہب پر اتمام حجت بھی کر دے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرماتے ہیں :-

"اس خواب میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ بہت سے آسمانی نشان مجھ سے ظاہر ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور جیسا کہ اسی کتاب میں میں نے بیان کیا ہے اس کشف کے بعد اس قدر آسمانی نشان مجھ سے ظہور میں آئے۔ کہ جب تک خدا کسی کے ساتھ نہ ہو اور اس کا اول درجہ کا فضل نہ ہو۔ ایسے نشان ظاہر نہیں ہو سکتے۔" (تریاق القلوب) ازالۂ اوہام میں بھی فرماتے ہیں :-

"یہ رؤیا صالحہ جو درحقیقت ایک کشف کی قسم ہے استعارہ کے طور پر انہیں علامات پر دلالت کر رہی ہے۔ جو مسیح کی نسبت ہم ابھی بیان کر آئے ہیں یعنی مسیح کا خنزیروں کو قتل کرنا۔ اور علی العموم تمام کفار کو مارنا انہیں معنوں کی رو سے ہے۔ کہ وہ حجت الہٰی ان پر پوری کرے گا۔ اور بینہ کی تلوار سے ان کو قتل کرے گا۔"

"اہلحدیث" کی کج فہمی

مذکورہ بالا تشریح سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کشف نہایت اہم بالشان بشارات اپنے اندر رکھتا ہے مگر اخبار اہلحدیث (۲۹ اپریل) میں ایک معاند احمدیت نے اس کشف کی ایسی لاطائل اور بے بنیاد تعبیر کی ہے جو صریح طور پر اس کی بدحواسی اور کم عقلی کا ثبوت مہیا کر رہی ہے۔ "اہلحدیث" لکھتا ہے۔

"دراصل تعبیر پر مطلع ہونا ہر کسی کا کام نہیں۔" لیکن یہ اصل قائم کرنے کے باوجود نامہ نگار نے اپنے آپ کو اسبات کا اہل قرار دے لیا۔ اور خیال کر لیا۔ کہ اس کی تعبیر صحیح ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

"تلوار کی نوک جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ وہ اشارہ کر رہی ہے کہ علوم سماویہ کو ان سے ضرر پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مسائل معراج و حشر اجساد و احیائے اموات و حیات مسیح علیہ السلام وغیرہ مسائل میں بہت سے مسلمانوں کے دل میں خدشے پیدا ہو گئے۔ اور بہتوں نے تو آمنا و صدقنا بھی کہدیا۔ دائیں طرف ان کے مخالف آیات اور احادیث ہیں۔ اور بائیں طرف اقوال سلف جنکو وہ تیغ کر رہے ہیں۔"

آسمان تک تلوار کی نوک کا پہنچنا

آسمان تک تلوار کی نوک پہنچنے سے یہ مراد لینا۔ کہ "علوم سماویہ کو ان سے ضرر پہنچے گا۔" انتہائی کور مغزی کا ثبوت دینا ہے۔ اللہ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔ کلمہ طیبہ کی مثال اس درخت کی سی ہوتی ہے جسکی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہوں۔ کیا اس جگہ بھی کج فہم معترض کہدیگا۔ کہ شجرہ کی شاخوں کے آسمان تک پہنچنے سے "مراد علوم سماویہ کو ضرر پہنچنا ہے۔" اگر نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا کشف کے یہ معنی کرنا کہاں کی ہوشمندی ہے۔

کھلا چیلنج

رہا یہ کہ مسئلہ معراج حشر اجساد احیائے اموات اور حیات مسیح علیہ السلام وغیرہ کا غلط مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ اس کا ثبوت مخالفین کے ذمہ ہے۔ ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وہ ان مسائل پر قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں ہم سے گفتگو کر لیں ہم ثابت کر دیں گے۔ کہ صحیح تعلیم وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی۔ اور جن باتوں کی آپ نے اصلاح کی۔ وہ یقیناً اوہام فاسدہ اور اسلام سے ناواقف لوگوں کی خود تراشیدہ باتیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام باتوں کو ایمانیات میں شامل قرار دیا ہے۔ اور انبیا اور اپنی جماعت کا اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

ہمارا ایمان

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ

جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ زیادہ کرے۔ یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے۔ وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہلسنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں۔ کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے۔ کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا ہے۔ کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین (ایام الصلح)

علوم سماویہ کو کس نے ضرر پہنچایا

پس یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ علوم سماویہ کو ضرر پہنچا۔ حق تو یہ ہے۔ کہ یہی لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ علوم سماویہ کو ضرر پہنچا۔ انہوں نے خود خطرناک طور پر اسلام کو صدمہ پہنچایا۔ انہوں نے یہ عقیدہ رکھ کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بجسد عنصری زندہ ہیں عیسائیوں کو فخر دو عالم سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دینے اور انہیں ابن اللہ قرار دینے میں غیر معمولی مدد دی۔ انہوں نے عجیب و غریب مسائل کی وجہ سے اسلام کو اغیار کی نگاہ میں قابل اعتراض بنایا۔ ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ مبارک وجود تھا جس نے ان تمام حملوں کا دفاع کیا۔ اور اسلام میں پھر وہی تازگی پیدا کر دی۔ جو قرون اولیٰ میں اسے حاصل تھی۔

آسمانی قوت نشانات الٰہیہ کا ظہور

اس رویا اور کشف کا اصل مطلب وہی ہے۔ جو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلائل و براہین کی تلوار عطا کی جس کا سرا آسمان تک تھا۔ اور قبضہ آپ کے ہاتھ میں۔ یعنی آسمانی تائید اور نصرت اس کے ساتھ تھی۔ جیسا کہ ہو بہو ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ "میں دیکھتا ہوں ہاتھ تو میرا ہے۔ مگر قوت آسمان سے ہے۔" پس آپ نے آسمانی قوت کے ساتھ دلائل و براہین کی تلوار سے کر اسلام کے اور ہر میدان میں خدا تعالیٰ کی تائید اور اس کے نشانات سے باطل کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔

حضرت مسیح موعود اور آیات و احادیث

معترض کا یہ کہنا بھی سراسر افترا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیات و احادیث و اقوال سلف پر تعدی کر رہے ہیں" کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کے ثبوت قرآن اور احادیث سے پیش کئے۔ اور ان کی صحیح قدر و منزلت قائم کرنے کی پوری کوشش کی۔

قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴۳)

نیز فرماتے ہیں :۔

"آسمان کے نیچے نہ اس (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہم مرتبہ کوئی رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

پھر اپنی جماعت کو ہدایات دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں ہیں۔ اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو" (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

آپ کے دل میں حدیثوں کا اس قدر احترام تھا۔ کہ فرماتے ہیں

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

اقوال ائمہ سلف کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیات و احادیث پر کوئی تعدی نہیں کی۔ اسلام کے نادان دوستوں نے اپنی نادانی سے اور جاہل دوستوں نے اپنی شرارت سے قرآن اور احادیث کے متعلق غلط اور نقصان رساں باتیں منسوب کر رکھی تھیں۔ ان کو رد کر کے آیات و احادیث کو اپنی اصل شکل میں قائم کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی میں کوئی تضاد نہیں

اخبار اہلحدیث نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی میں تضاد ثابت کرنے کے لئے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں سب سے پہلا امر یہ پیش کیا ہے۔ کہ کبھی تو آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ اور کبھی لکھ دیا۔ کہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اور یہ کہ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اور اقطاب وغیرہ اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں تھا۔ صرف میں اس نام سے مخصوص کیا گیا۔ اہلحدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب کو بڑا دعویٰ ہے۔ کہ وہ احمدیہ لٹریچر سے اتنے واقف ہیں۔ جتنے احمدی بھی نہیں۔ لیکن یہ تضاد شائع کرتے ہوئے یا تو انہوں نے دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مشہور اعلان "ایک غلطی کا ازالہ" بھی انہوں نے کبھی نہیں دیکھا جہاں آپ نے صاف طور پر رقم فرمایا ہے۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" اس صاف اور واضح تشریح کے باوجود جو شخص نبوت کے متعلق حوالوں میں تضاد دکھانا چاہتا ہے۔ وہ یا تو سلسلہ کے لٹریچر سے جاہل ہے یا حد درجہ کا بد دیانت ۔

متضاد دعاوی کی فہرست میں ایک یہ امر بھی شامل کیا گیا ہے۔ کہ کبھی تو آپ نے لکھا۔ کہ میں انسان ہوں۔ اور کبھی لکھا۔ کہ میں خدا ہوں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں وہ کشف پیش کیا گیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں خود خدا ہوں۔ مگر یہ بھی معترض کی محض شرارت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ رہا کشف کا معاملہ سو عالم رویا کا ہر نظارہ تعبیر طلب ہوتا ہے۔ اسے حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ تعبیر الرؤیا کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ایسی خواب یا کشف کا مطلب فنافی اللہ کا مقام حاصل ہونا ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ کہ کبھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ اور کبھی لکھا۔ کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود بارہا اس امر کی تصریح فرما چکے ہیں کہ سخت الفاظ کے مورد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں۔ بلکہ وہ فرضی یسوع ہے۔ جسے انجیل پیش کرتی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں "اس بات کو ناظرین یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔

جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے۔ اور آنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص کو جو یسوع نام کہلاتے ہیں۔ جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو بٹمار ڈاکو ناموں سے یاد کرتا تھا۔" (رازِ حقیقت ٹائٹل پیج)۔ پس جبکہ دونوں کی شخصیتیں علیحدہ علیحدہ ہیں یعنے ایک تو فرضی یسوع ہے جسے انجیل نے پیش کیا۔ اور ایک حقیقی یسوع ہے جسے قرآن مجید نے پیش کیا۔ تو ان دونوں کے متعلق مختلف اقوال کو آپس میں متضاد سمجھنا نادانی ہے ۔

تحقیق الادیان

ہندو دھرم میں شودروں کے متعلق احکام

ہندوؤں کا افسوسناک طریق عمل

ہندوؤں نے صدیوں سے اچھوت اقوام کو اپنی غلامی میں رکھ کر اور انہیں ابتدائی انسانی حقوق سے محروم کر کے جس سنگدلی اور شقاوت قلبی کا ثبوت دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن اچھوت تو الگ رہے۔ جنہیں ہندوؤں کے نزدیک انسانیت کا درجہ ہی حاصل نہیں۔ خود ہندوؤں کا ایک حصہ جسے "شودر" کہا جاتا ہے۔ اس سے جو سلوک کیا جاتا ہے وہ بھی کوئی کم دردانگیز نہیں۔ انسانیت کی تذلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک اپنے ہی جیسے انسان کو محض اس لئے حقوق انسانی سے محروم رکھا جائے۔ کہ وہ کیوں شودر کے گھر پیدا ہوا اور کیوں کسی برہمن۔ کسی کھتری یا ویش کے گھر پیدا نہیں ہوا۔ مگر ہندوؤں نے اس تذلیل انسانی کو روا رکھا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ابنائے جنس کو رسوا ہوتے دیکھا مگر ان کی امداد کے لئے دست اعانت نہ بڑھایا۔ انہوں نے دیکھا کہ انہی جیسے اعضاء ہاتھ پاؤں کان ناک اور مونہہ رکھنے والے انسان دنیا میں ذلیل کئے جا رہے ہیں اور انہوں نے ان کی ذلت میں ہمیشہ اضافہ کیا مگر اس کے لئے ہندو بھی ایک حد تک معذور ہیں۔ کیونکہ انہیں ان کے دھرم نے یہی تعلیم دی ہے۔ اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے وہ ہندو دھرم کے پیرو نہیں کہلا سکتے

دھرم شاستر کے احکام

ذیل میں ہم ہندوؤں کی ایک نہایت ہی مقدس مذہبی کتاب منوسمرتی سے جسے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے بھی بے حد وقعت دی ہے۔ اور ہندو دھرم کے متعلق اپنی تشریحات کی ساری بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ چند احکام پیش کر کے بتاتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو ان کے دھرم نے شودروں کے ساتھ کس قدر ظلم روا رکھنے کی تلقین کی ہے۔

منوسمرتی میں لکھا ہے (۱) شودر کا نام تحقیر آمیز اور برہمن کا خوشی کے اظہار والا رکھا جائے (۲/۳۱ و ۳۲) (۲) برہمن چھتری اور ویش کی حجامت چوٹی اور زنار ۸۔۱۱ برس تک کی عمر میں ہونا چاہئے مگر شودر کا نہیں (۲/۳۵ تا ۳۶) (۳) زنار جو پاکیزگی اور علم حاصل کرنے کی اجازت کا پروانہ ہے شودر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے شودر ناپاک ہی رہتا ہے (۲/۳۹) (۴) جن کی رسم زنار نہ ہو برہمن ان اچھوتوں کے ساتھ اضطراری حالت میں بھی پڑھنا پڑھانا اور بیاہ شادی وغیرہ نہ کریں۔ (۲/۴۰) (۵) شودر کی پیدائش کی غرض برہمن کی غلامی ہے (۸/۴۱۳) (۶) شودر مال جمع نہ کریں (۱۰/۱۲۹) (۷) شودر اگر مال جمع کرے تو برہمن اس سے بزور چھین لے (۸/۴۱۷) (۸) سود لینے میں برہمن سے ۲ فیصدی چھتری سے ۳ فیصدی ویش سے ۴ فیصدی شودر سے ۵ فیصدی لینا چاہئے۔ (۸/۱۴۲) (۹) برہمن کے ساتھ سخت کلامی کی سزا چھتری کو سو روپیہ جرمانہ ویش کو دو سو مگر شودر کو قتل کر دینا چاہئے (۸/۲۶۷) (۱۰) شودر اگر برہمن کے علاوہ ویش اور چھتری سے سخت کلامی کرے تو اس کی زبان کاٹ لینی چاہئے۔ (۸/۲۷۰) (۱۱) شودر اگر برہمن کا اور اس کی ذات کا نام لے کر بدگوئی کرے تو اس کے منہ میں دس انگل لوہے کی جلتی ہوئی سلاخ دے دینی چاہئے۔ (۸/۲۷۱) (۱۲) شودر اگر برہمن کو نصیحت کرے تو اس کے منہ اور کانوں میں جلتا ہوا تیل ڈال دینا چاہئے۔ (۸/۲۷۲) (۱۳) شودر اگر زنا کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اگر برہمن زنا کرے تو صرف معمولی جرمانہ اور اس کی حجامت کر دی جائے۔ (۸/۳۷۴ و ۳۷۹ و ۳۸۰) (۱۴) نیچی ذات والا لالچ سے اگر اونچی ذات والے کا پیشہ اختیار کرے تو راجا اس کی دولت چھین کر ملک سے نکال دے (۱۰/۹۶) (۱۵) شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہی عضو اس کا کاٹ دیا جائے اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کمر پر داغ لگوا کر اس کے چوتڑ کاٹ کر ملک بدر کر دیا جائے۔ (۸/۲۸۱) (۱۶) اگر شودر برہمن پر تھوکے تو اس کے دونوں ہونٹ ترشوائے جائیں۔ پیشاب کرے تو عضو تناسل اور اگر گوز مارے تو مقعد کی جگہ کٹوا دے (۸/۲۸۲) (۱۷) اگر شودر برہمن کے بال پاؤں داڑھی گردن پکڑے تو اس کا ہاتھ کاٹنا چاہئے۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کو تکلیف ہوگی۔ (۸/۲۸۳)

ظالمانہ احکام

یہ احکام جس قدر ظالمانہ وحشت و بربریت کو لئے ہوئے ہیں اسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ان میں سے کون سی ایسی بات ہے جس میں زیادہ سے زیادہ شودر کو ذلیل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اول شودر کی پیدائش کی غرض ہی برہمن کی غلامی بتائی گئی ہے۔ گویا ایشور نے جس طرح دوسری چیزیں اور دوسرے حیوانات انسان کی خدمت کے لئے پیدا کئے اسی طرح اس نے برہمن۔ کھتری۔ ویش کی خدمت گزاری کے لئے انسان نما حیوان شودر پیدا کئے۔ ان کی زندگی کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی خدمت کریں۔ ان کے مظالم کا تختہ مشق بنیں۔ اور اسی میں جان دیدیں انہیں اتنا بھی حق نہیں۔ کہ انسانوں جیسا اپنا کوئی نام رکھ سکیں۔ بلکہ انہیں اپنے لئے ایسے نام تجویز کرنے چاہئیں جو تحقیر آمیز ہوں۔ انہیں اپنی محنت و مشقت سے مال و دولت حاصل کرنے سے بھی محروم کر دیا گیا اگر شودر مال جمع کرے تو برہمن کو اختیار دیدیا گیا کہ اس سے بزور چھین لے اسی طرح سود لینے میں سب سے زیادہ شرح شودر کے لئے رکھی گئی سخت کلامی کی سب سے زیادہ سزا شودر کو دی گئی۔ حتیٰ کہ شودر کے منہ سے نصیحت سننا بھی گوارا نہیں کیا گیا۔ اور یہ قرار دیا گیا۔ کہ اگر شودر برہمن کو نصیحت کرے تو اس کے مونہہ اور کانوں میں اس بھلائی کے بدلے جلتا ہوا تیل ڈال دیا جائے پھر مختلف جرموں میں اس کی سزا ہاتھ کاٹنا اور لبوں کا ترشوانا قرار دی گئی۔

آریہ سماج اور شودر

آریہ سماج جس کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ اچھوت ادھار کر رہی ہے۔ یعنی ان کے لئے ترقی کرنے کے ذرائع مہیا کر رہی ہے۔ اور انہیں انسانیت کے حقوق دلا رہی ہے۔ اس کے بانی سوامی دیانند جی نے انہیں انسان ہی تسلیم نہیں کیا۔ اور ہندوؤں کے صرف چار ورن۔ برہمن۔ کھشتری ویش۔ اور شودر قرار دے کر باقی تمام انسانوں کو انسانیت سے خارج قرار دیدیا ہے۔ پھر شودروں کے متعلق ہندو دھرم کے اس ظلم و ستم میں کوئی تخفیف نہیں کی۔ جس کا کسی قدر نمونہ اوپر پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کا کام تینوں ورنوں کی غلامی اور ان کی خدمت گزاری ہی قرار دیا ہے۔

چنانچہ اپنی رسوائے عالم پستک ستیارتھ پرکاش میں جسے آریہ پانچواں وید اور الہامی کتابوں کے درجہ کی کتاب قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ شودر کا کام یہ مقرر کیا ہے۔ کہ

"برہمن۔ کھشتری اور ویشوں کی خدمت مناسب طور پر کرے۔ اور اسی سے اپنا وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام بعد صفت ہے" (ستیارتھ صفحہ [illegible])

دوسری جگہ "شودروں کے فرائض" بتاتے ہوئے لکھا ہے۔ "شودر سب خدمتوں میں ہوشیار۔ کھانا پکانے کے علم میں ماہر ہو۔ نہایت محبت سے دوجوں (برہمن کھشتری۔ ویش) کی خدمت کرے۔ انہی سے اپنی روزی بسر کرے" (صفحہ ۱۲۹)

یہ شودروں کے وہ فرائض ہیں۔ جو بیسویں صدی کے رشی نے مقرر کئے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے مقرر کئے ہیں

(بقیہ دیکھو صفحہ ۹ پر)

کشمیری پنڈتوں کی شورش

اور

ہندوؤں سے ایک ضروری سوال

پیارے ہندو بھائیو! ذرا خدا کا خوف مدنظر رکھکر ہمارے اس سوال کا جواب دو۔ کہ جب مسلمانان کشمیر نے اپنی حق تلفیوں کے خلاف فریاد کی اور کہا۔ کہ ہم مظلوم ہیں۔ تو آپ لوگوں نے شور مچایا۔ کہ مسلمان باغی ہیں۔ اور بار بار ریاست کو مشورہ دیا۔ کہ مسلمانوں کو کچلا جائے پھر جو کچھ ہوا۔ وہ آپ سے مخفی نہیں۔ اور ٹھاکر کرتار سنگھ نے جو کچھ کیا۔ وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن جب بلا وجہ پنڈتوں نے ریاست کیخلاف شور مچایا۔ اور باغیانہ ایجی ٹیشن شروع کیا۔ اور وہ رات دن مہاراجہ بہادر اور حکومت کو کوس رہے ہیں۔ تخت شاہی کو درہم برہم کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ تو اب کیوں ان کو باغی نہیں کہا جاتا۔ مسلمانوں کا مجمع جب بغرض عبادت خانقاہ معلیٰ یا پتھر مسجد میں ہوتا تھا۔ تو ان لوگوں کو بھی جو مجمع میں شامل ہوتے تھے۔ زیر دفعہ ۲ ریگولیشن ۱۲ گرفتار کرکے سزا دیجاتی تھی۔ بلکہ بلا وجہ گھروں سے نکال کر سزا دی جاتی تھی۔ کہ چار سے زیادہ مسلمان کیوں جمع ہوئے۔ اور جس کے پاس قادیان سے آیا ہوا معمولی خط بھی ہوتا۔ اس کو بھی سزا دی جاتی تھی۔ کہ اسے کشمیر کمیٹی کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی جائز مجمع میں قرآن شریف کی آیات پڑھکر سناتا۔ اور پر امن رہنے کی تلقین کرتا۔ تو اس کو بھی سزا دی جاتی تھی۔ جیسا کہ شیخ عبد الصمد کو سزا دی گئی۔ اور اس پر بہت سے مقدمات چلائے گئے۔ لیکن جب پنڈتوں کی باری آئی۔ تو معاملہ ہی بدل گیا۔ پنڈتوں کے پلیٹ فارموں پر دھواں دھار تقریریں ہوتی ہیں۔ جن میں کھلم کھلا کہا جاتا ہے۔ کہ ہم حکومت کی کایا پلٹ دیں گے۔ مہاراجہ بہادر کو یہ کریں گے۔ وہ کریں گے۔ اور گاندھی مومنٹ کو کامیاب بنائیں گے گلینسی کمیشن کا نام ونشان نہیں رہنے دیں گے۔ ایسے مجمعوں میں سرکاری ملازم بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور سرکاری عہدیدار در پردہ ایجی ٹیشن چلانے والے ہیں۔ ایک مسلم معتبر کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور یہ گرفتاری زیر دفعہ ۱۲۴ [illegible]

مجمع ناجائز میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ اگر وہ سلوک جو مسلمانوں سے کیا گیا۔ پنڈتوں کے ساتھ ہوتا۔ تو وہ فوراً ایجی ٹیشن کو بدل جاتے۔ اور کشمیر کی فضا زیادہ خراب نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ پنڈتوں کی باغیانہ ایجی ٹیشن میں سرکاری عنصر بھی شامل ہے۔ اس لئے اب یہ مشورہ ہو رہا ہے۔ کہ متفق ہو کر تمام محکموں اور دفتروں کو بیکار کر دیا جائے۔ چونکہ تمام دفاتر اور محکمے پنڈتوں کے قبضہ میں ہیں۔ اس لئے وہ ارادہ کر چکے ہیں۔ کہ اگر مسلمانوں کی ذرا بھی دادرسی کی گئی۔ اور گلینسی کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو وہ حکومت کشمیر کو تہ و بالا کر کے رکھدیں گے۔

اب ہم ہندوؤں سے دریافت کرتے ہیں۔ ان حالات میں پنڈتان کشمیر کا رویہ باغیانہ ہے۔ یا نہیں۔ اگر یہ رویہ مرتا سر معاندانہ اور باغیانہ ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آرڈی نینس کے ماتحت ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جاتا جو بلا وجہ مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا۔ اگر اس کی وجہ یہ ہے کہ افسران حکومت کی اس میں سازش ہے تو یاد رہے۔ کہ مسلمان آئندہ خاموش نہیں رہیں گے۔ اور نہ پنڈتوں کے غلام رہ کر ذلت کی زندگی بسر کریں گے۔ اب یقیناً مسلمان عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ پنڈتوں کا ایجی ٹیشن کوئی ہندو مسلم سوال نہیں۔ بلکہ یہ اسی فرقہ کی خود غرضی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے پہلے کوشش کرکے پنجابی ہندوؤں اور مسلمانوں کو ریاست کے فوائد سے محروم کرایا۔ اور اب یہ دیگر باشندگان کشمیر مثلاً سکھوں۔ مسلمانوں اور دیگر اقوام کو محروم کرکے اور مستقل اجارہ دار بنکر غریبوں کا خون چوسنا چاہتے ہیں۔ البتہ موقع دیکھ کر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی تو مہا بھائی ہندو بنکر آواز بلند کرتے ہیں کبھی مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کے مدعی ہیں۔ اور کبھی ان کو ڈاکو وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ کبھی ان کا یہ اصرار ہوتا ہے۔ کہ ہمیں پنجابی ہندوؤں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کبھی گاندھی کے پیرو بنتے ہیں۔ اور کبھی بالشویک۔ دراصل ان لوگوں کا کوئی مقررہ اصول نہیں۔ بلکہ ان کا منشا صرف یہ ہے۔ کہ کشمیر کشمیری پنڈتوں کے لئے ہے۔ چونکہ یہ لوگ حکومت کی ساری مشینری پر قابض ہیں۔ اس لئے حکومت کو ڈرا کر ہمیشہ کے لئے کشمیری مسلمانوں اور سکھوں کو بلکہ دیگر ہندوؤں کو بھی اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ پس اگر حکومت کشمیر نے فوراً ان کی خودسری کا علاج نہ کیا۔ اور ان کے بے بنیاد ایجی ٹیشن سے مرعوب ہو گئی تو خطرناک سیاسی غلطی ہوگی۔ اور آئندہ مسلمانوں کا سنبھالنا ناممکن ہوگا۔

خاکسار احمد الدین شال مرچنٹ۔ سری نگر

پونچھ ریاست نہیں

بلکہ

ریاست کشمیر کی ماتحت جاگیر ہے

عام طور پر علاقہ پونچھ کو ایک علیحدہ ریاست تصور کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی معاملات پونچھ کا تذکرہ ہندو مسلم اخبارات میں شائع ہوتا ہے تو ریاست پونچھ کے عنوان سے ہی ہوتا ہے۔ مگر یہ ایک غلط فہمی ہے۔ دراصل علاقہ ہذا راجہ موتی سنگھ صاحب آنجہانی کو مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب آنجہانی کیطرف سے بطور جاگیر عطا ہوا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ سری راجہ بلدیو سنگھ صاحب آنجہانی کے زمانہ حکومت میں علاقہ ہذا کے بعض تعلقات ریذیڈنسی کے ذریعہ حکومت ہند سے البتہ تھے۔ مگر اس وقت بھی کلی طور پر یہ علاقہ حکومت جموں وکشمیر سے علیحدہ نہیں تھا۔ یہاں کی کوئی علیحدہ ریذیڈنسی نہ تھی۔ بلکہ ریذیڈنسی کشمیر کے ماتحت ایک انگریز افسر یہاں نگرانی کیا کرتا تھا۔ جس کے عہدے کا نام سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ فار پونچھ ہوا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں علاقہ ہذا کی حکومت کو سزائے موت کی آخری منظوری ہائیکورٹ جموں سے حاصل کرنی پڑتی تھی۔ اب بھی اسی طرح ہو رہا ہے۔ راجہ بلدیو سنگھ صاحب کی وفات کے بعد یہ علاقہ کلیتہً برطانوی نگرانی سے نکلکر براہ راست حکومت جموں وکشمیر کی نگرانی میں منتقل ہو گیا۔ ریذیڈنسی اٹھالی گئی۔ اور راجہ سکھدیو سنگھ صاحب کے عہد میں تمام افسر حکومت جموں وکشمیر کے یہاں بھیجے گئے۔ راجہ صاحب موصوف کی وفات کے بعد جب موجودہ راجہ جگت دیو سنگھ صاحب کو مہاراجہ ہری سنگھ صاحب بہادر نے راجہ آف پونچھ بناکر بھیجا۔ تو علاقہ ہذا کو راجہ موتی سنگھ صاحب کے عہد حکومت کے مطابق قطعی طور پر جاگیر قرار دیدیا گیا۔ اور جاگیر پونچھ کی حکومت نے اسے جاگیر تسلیم کرلیا۔ چنانچہ پونچھ گزٹ مورخہ ۲۴ بھادوں ۱۹۸۲ء بکرمی مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں حسب ذیل اعلان کیا گیا۔ چٹھی صاحب فارن سیکرٹری جموں و کشمیر گورنمنٹ نمبری ... مرقومہ ۲ جولائی ۱۹۲۵ء میں اس امر کا اعتراض کیا گیا ہے چونکہ پونچھ جاگیر ہے۔ اس لئے پونچھ کی اندرونی و بیرونی خط وکتابت میں لفظ ریاست نہ لکھا جایا کرے۔ یہ چٹھی بحضور سری راجہ صاحب بہادر گزارش کئے جانے پر صاحب ممدوح نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آئندہ صرف لفظ پونچھ اندرونی و بیرونی خط وکتابت میں بجائے ریاست پونچھ کے استعمال کیا جایا کرے لہذا سرکلر ہذا جملہ افسر صاحبان پونچھ کی خدمت میں بغرض اطلاع وکارروائی مناسب مرسل ہو۔ ایک نقل پونچھ گزٹ میں شائع ہونے کی غرض سے صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل بھیجی جائے۔ تحریر ۲ ساون ۱۹۸۲ء دستخط نارسنگھ دیال صاحب سابق وزیر پونچھ اسی طرح جاگیر پونچھ میں بھی حکومت جموں وکشمیر کی دیگر ماتحت جاگیرات کی مانند جملہ قوانین مروجہ گورنمنٹ جموں وکشمیر نافذ العمل ہیں۔ جن کے متعلق خود جاگیر پونچھ کی حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن ۲۳ مجریہ ۱۵ ہاڑ ۱۹۸۵ء بکرمی حسب ذیل اعلان کر چکی ہے۔ "بمنظوری سری سرکار والا مدار پونچھ بذریعہ نوٹیفکیشن ہذا ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ابتدائے ۱۵ ہاڑ ۱۹۸۵ء بکرمی جملہ قوانین و دیگر نوٹیفکیشنات جو مروجہ ریاست ہذا منسوخ تصور ہوگئے۔ بجائے انکے تمام قوانین و ریگولیشنات رائج الوقت ریاست جموں وکشمیر یا رائج الوقت صوبجات جموں وکشمیر پونچھ میں نافذ و مروجہ تصور ہوں گے۔ اور جو مقدمات ۱۵ ہاڑ ۱۹۸۵ء سے پیشتر کے [illegible] بلکہ دیسے متدائرہ مقدمات بدستور تحت قوانین و ریگولیشن ہائے جو تا حال پونچھ میں نافذ ہیں تصفیہ پائیں گے۔ دستخط جناب وزیر صاحب بہادر پونچھ بحروف انگریزی۔" ہر دو سرکاری حوالجات مندرجہ بالا کے اندراج کے بعد تمام ہندو مسلم پریس سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ جاگیر پونچھ کو ایک علیحدہ ریاست کی حیثیت قرار دیکر ناشناسانہ کم اگر یہ بے سود کوشش ہو کرتے ہوئے رعایا پونچھ کے واسطے مصائب کے ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا جائے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے مہاراجہ صاحب بہادر کو اس امر کی طرف پرزور توجہ دلائی جائے۔ کہ جن جدید اصلاحات کا جموں وکشمیر میں نفاذ ہوا ہے ان کے بجائے دستور سابق کلیتہً پونچھ پر بھی اطلاق کیا جاوے۔ اور اسلامی مر

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۳۲ء
نمبر ۱۴۱ جلد ۱۹

381

ریاست جموں کے فساد زدہ رقبہ کا دورہ

رعایا کے حالات اور مشکلات

ریاست جموں و کشمیر کے معاملات سے چونکہ دلچسپی عام ہو گئی ہے۔ اس لئے میں موسم بہار سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے ریاست کے ان پہاڑوں کا دورہ کر کے ابھی ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر پر آ رہا ہوں۔ جن وادیوں میں گذشتہ دنوں افسوسناک فسادات رونما ہوئے۔ ریاست جموں و کشمیر کی وسعت ۸۴ ہزار مربع میل اور ساڑھے چھتیس لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل ہے۔ یہ ریاست اپنی دلنواز گوناگوں فضیلتوں میں سے یہ کوئی کم فخر کی مستحق نہیں کہ اس کے اندر کشمیر یعنی جنت دنیا واقع ہے۔ اس فردوس گیتی میں جو لوگ اس کی زیب اور زینت کا باعث ہیں۔ وہ آبادی کے لحاظ سے ۹۰ فیصدی اور پیشہ ہری کے تناسب سے ۹۰ فیصدی ہیں۔ اکثریت عموماً زراعت پیشہ ہے اور اقلیت زیادہ تر مذہباً ہندو ہے۔ ساہوکار یا تجارت پیشہ ہے۔ اس اقلیت کو وہ مدارج اسے حاصل ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا اقتدار ساری ریاست میں ہے۔

اقلیت کے اقتدار کی وجہ

کیونکہ یہ اقلیت ہندو ہے۔ ریاست کا راجہ ان کا ہم مذہب ہے اس وجہ حکومت کی ساری مشینری ہندوؤں کے ہاتھ رہی۔ جن کی حکمت عملی صدیوں سے یہی چلی آتی ہے کہ "مسلمان" ایک محکوم محض اور غلام قوم ہے۔ جس کا صرف یہ کام ہے۔ کہ خود کمائے۔ اور حکومت کو کھلائے۔

غرض ہندوؤں کا ریاست کے اندر اس قدر زور ہے کہ مسلمانوں کی جائداد۔ املاک۔ اور آسائش کلیتہً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کی پسینہ کی کمائی کو سود در سود یا جو بھی طریقہ ہو اس کے ذریعہ ہندوؤں کے لئے وقف ہے۔ وہ کلیتہً اپنے لئے حاصل کرنا ہر ہندو اپنا حق تصور کرتا ہے۔ حکومت چونکہ ہندو تھی۔ اور حکومت کی ذہنیت چاہے دونوں کی تعلیم کی پابند تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو اچھوت سمجھ کر ان سے اچھوتوں کا سا سلوک روا رکھنا اس کا کرم دھرم رہا۔

مسلمانوں میں بیداری

ان وجوہات سے ریاست میں ہندو اکثریت نے مسلم اکثریت کو غلام بنائے رکھا۔ لیکن جب ہندوستان میں ان ہی ہندوؤں نے حقوق طلبی اور سوراج کا جھنڈا بلند کیا۔ تو کچھ تو ان کی دیکھا دیکھی۔ اور کچھ مظلومیت اور جبر سے تنگ آ کر مسلمانانِ ریاست نے بھی اس ادبار اور ذلت سے باہر آنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ لیکن قانون کے اندر رہ کر اور قانون کی پابندی کر کے۔

پھر کیا ہوا

جب مہاراجہ بہادر کشمیر نے مسلمانوں کی ذلت و ادبار کو محسوس کر کے ان کو انسانی حقوق دینے کا ارادہ کیا۔ تو ہندوؤں کو یہ سخت ناگوار گذرا کہ ایک غلام اور اچھوت قوم کو حقوق دئے جائیں۔ انہوں نے بہانے بنا کر مداخلت شروع کی۔ اور کچھ ایسے اسباب پیدا کرنے میں کوشاں ہوئے۔ جس سے حکومت حقوق دہی سے باز رہے۔

فسادات کے اسباب

یہی ہیں۔ فسادات کے اسباب۔ بالآخر کشمیر کے بعد کوہستان جبھال۔ راجوری میں فسادات ہوئے۔ جن سے اب ہر شخص واقف ہے۔ ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں میں نے تمام فساد زدہ علاقہ کو پھر کر دیکھا۔ حالات سنے واقعات دیکھے جذبات سے علیحدہ ہو کر میں جس نتیجہ پر پہنچا وہ یہ ہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو اشتعال دلایا گیا بعض پیشہ ور بدمعاشوں نے یہ ممکن ہے کہ دراز دستیاں کیں خواہ وہ کسی فرقہ میں سے تھے۔ لیکن ان کے افعال کو کسی فرقہ سے منسوب کرنا ایک غلطی ہے۔ اور بعض اخبارات نے ان فسادات کو راج کے خلاف سازش بتایا۔

وحشیانہ مظالم

اس قسم کی اشتعال انگیزیوں سے بعض ادنیٰ عمالِ ریاست نے اس کے بہانے ریاست کے مسلمانوں پر وہ یورش کی کہ الاماں اور توبہ۔ بے گناہ نہتے مسلمانوں پر بلا اوقات بلا ضرورت گولیوں کے بادل برسائے گئے۔ درندہ خصلت بعض ملازمان سرکار نے۔ اپنے گھروں میں امن سے بیٹھی ہوئیں مستورات کی عصمت دری کی۔ انسانیت سوز وحشیانہ مظالم توڑے۔ پہاڑوں اور دروں کے مسلمانوں کو اس قدر عذاب دیئے کہ رعایا میں کہرام مچ گیا۔ لوگ اپنی بہو بیٹیوں اور عورتوں کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے پہاڑوں سلاوں جنگلوں اور پنجاب کے شہروں میں جا پہنچے۔ فروری اور مارچ کے مہینے جبھال کے لئے نہایت دردناک عذاب لائے۔ لوگ گھر در۔ مال مویشی چھوڑ چھاڑ بھاگے جا رہے تھے۔ بڑے سے بڑا رئیس اسی میں کامیابی کہتا تھا۔ کہ وہ اپنی مستورات کی آبرو بچالے۔

مسٹر لاتھر اور مسٹر جارڈین

ایسی اضطراب انگیز حالت میں دو انگریز مدبرین مسٹر لاتھر اور مسٹر جارڈین نے امن قائم کرنے میں کمال کر دیا۔ مسٹر لاتھر نے بروقت دانشمندی کا اظہار فرماتے ہوئے۔ پنجاب سے ایڈیشنل پولیس منگا کر فساد زدہ رقبہ میں متعین کر دی اور نگرانی کے لئے خود دورہ پر دورہ کرنے لگے۔ ادھر میر پور میں مسٹر سالبری نے غیر جانبدارانہ پالیسی کے ساتھ حکمت عملی سے فساد ہٹانے شروع کر دئے۔ نوشہرہ جمبر اور راجوری میں قائمقام صاحب اکرام علی خاں ڈی۔ آئی۔ جی اور شیخ نصیر الدین صاحب (ایس۔ پی) جیسے کہنہ مشق اور تجربہ کار افسر متعین ہوئے۔ جنہوں نے فی الفور فسادات کی اصلی وجہ جانبدارانہ پالیسی والے ادنیٰ عمال کی ظلم رانیوں کو روکا۔ علاقہ نوشہرہ سامنی میں لبھو رام تھانیدار نے انسانیت سوز مظالم کئے تھے۔ مسٹر لاتھر صاحب بہادر نے جھٹ اسے اور اس کے رفیق چونی لال کو گرفتار کر کے مظالم کا سد باب کیا۔ اب یہ دونوں نوشہرہ میں زیر حوالات ہیں ان کے خلاف زنا بالجبر اور شدید عذاب دہی کے الزامات میں تحقیقات ہو رہی ہے۔

اب حالات کیسے ہیں

مسٹر گلینسی کی رپورٹ اور مہاراجہ صاحب بہادر کے ارشادات تسلی بخش ہیں۔

بقیہ صفحہ

کہ کسی حصہ قوم کو محض دوسروں کی خدمت کے لئے مقید کر دینا اور اس کے لئے ترقی اور خوشحالی کے تمام راستے بند کر دینا اتنا بڑا ظلم ہے۔ جسے آج کل ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

ہندو اور اچھوت

بہرحال شودروں کے متعلق جنہیں ہندوؤں میں شامل کر کے ان کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ویدک دھرم کی یہ تعلیم ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ جنہیں ہندو شودروں سے بھی حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ جن کا کوئی درن ہی نہیں قرار دیتے۔ جنہیں اچھوت کے انسانیت کش نام سے پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو کچھ بھی کریں۔ کم ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے سایہ تک سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ خدا کی وسیع زمین پر جہاں قدم رکھیں۔ اسے ناپاک قرار دیتے ہیں۔ جن کی شکل تک دیکھنا وہ پاپ سمجھتے ہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ ہندو یہ سلوک صدیوں سے کر رہے ہوں۔ ان کے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے۔ کہ وہ اپنے ملکی اور سیاسی حقوق ہندوؤں سے علیحدہ مقرر کرائیں اور اپنی ترقی کا راستہ خود تجویز کریں۔

سری گوبند پور اور متصلہ ساٹھ دیہات کے مسلمانوں کی تعلیم میں پسماندگی کی وجوہات

گورنر پنجاب سے مسلمانوں کی اپیل

سری گوبند پور اور اس کے مضافات کے ساٹھ گاؤں کے مسلمانوں نے اپنی تعلیمی پستی کو محسوس کر کے اور اس سلسلہ میں رکاوٹوں سے مجبور ہو کر حال میں ایک عرضنامہ گورنر پنجاب کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل کر کے ہم وزارت تعلیم پنجاب کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ہم مسلم باشندگان سری گوبند پور و متصلہ ساٹھ دیہات آپ کی خدمت میں کمال ادب سے مندرجہ ذیل امور پیش کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ از راہ انصاف و رحمت ان پر پوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔

(۱) ہم گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہیں۔ اور طریق وفاداری سے کبھی نہیں بھٹکے۔ بلکہ ہم نے خلاف آئین تحریکات کو دبانے میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹایا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم میں ہماری خدمات محتاج بیان نہیں۔ اور اب بھی ہمارے بھائی اور بیٹے حکومت کی فوج میں کام کر رہے ہیں۔

(۲) باوجود اس کے تعلیمی اور مالی حالت میں ہم تمام ہمسایہ قوموں سے پیچھے ہیں۔ اور سری گوبند پور کے ساہوکاروں کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ نہایت تعلیم یافتہ اور مالدار ہیں۔ اور ہم کو تعلیم سے محروم رکھنے کی منظم سازشوں میں کامیاب ہوتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ ڈی۔ بی۔ ہائی سکول سری گوبند پور جو عرصہ پندرہ سال سے ہائی ہوا ہے۔ اور ۴۰ سال سے قائم ہے۔ ان لوگوں کے مکمل اجارے میں ہے۔ اس عرصہ دراز میں مسلم ہیڈ ماسٹر صاحبان صرف پانچ یا چھ سال تک متعین رہے۔ اور اس عرصے میں بھی سٹاف میں ہندوؤں کی اکثریت رہی۔ ہندو ہیڈ ماسٹر صاحبان اور دیگر ہندو سٹاف مسلمانوں کو تعلیم سے محروم رکھنے میں سری گوبند پور کے ساہوکاروں کے دست راست بنے رہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار نہایت ہی دردناک نتیجہ ظاہر کرتے ہیں۔

(۱) سری گوبند پور خاص میں مسلم میٹریکولیٹ صرف ۲ (۲) مسلم گریجویٹ کوئی نہیں۔ (۳) سری گوبند پور کے متصلہ ساٹھ دیہات میں مسلم میٹریکولیٹ صرف ۹ (۴) سری گوبند پور خاص میں ہندو میٹریکولیٹ قریباً تین سو۔ (۵) ہندو گریجویٹ کم از کم پچاس۔ علاوہ ازیں متصلہ سکھ دیہات میں سکھ انٹرنس پاس اور سکھ گریجوایٹوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

اس حیرت انگیز تفاوت کی وجہ اظہر من الشمس ہے یعنی عرصہ گزشتہ چالیس سال میں ہندو ہیڈ ماسٹر صاحبان اور ہندو سٹاف نے مقامی ساہوکاروں کی مدد سے دل کھول کر ہندوؤں کی تعلیمی ترقی پر زور دیا۔ اور مسلمانوں کو حتی الامکان تحصیل تعلیم سے محروم رکھا۔ جب کبھی کوئی مسلم ٹیچر متعین ہوا۔ ان لوگوں نے واویلا مچا دیا۔ اور اسے نکلوا کر دم لیا۔

(۳) مقامی سنگھ سبھا ایک غیر ذمہ دار اور متعصب جماعت ہے۔ جس کے ممبر چند ایک شہر کے دوکاندار ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیم کو برباد کرنا ان کا مقدس فرض ہے۔ چنانچہ طرح طرح کی بے بنیاد اور من گھڑت تہمتیں مسلم اساتذہ کے برخلاف اڑا کر یہ اپنے شرمناک پراپیگنڈا کو جاری رکھتے ہیں۔

(۴) آج کل سکول میں حاضری طلباء کے کوائف یہ ہیں

کل تعداد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲۶

مسلم طلباء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶۸

مسلمانوں کی آبادی اس علاقہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۱ فیصدی ہے

نیز ضلع ہذا میں بورڈ و گورنمنٹ ہائی سکول پانچ ہیں۔ اور مسلم ہیڈ ماسٹر صرف ۲ ڈسٹرکٹ بورڈ اینگلو ورنیکلر مڈل سکول ۱۰ ہیں اور مسلم ہیڈ ماسٹر صرف تین۔

امور بالا دلالت کرتے ہیں۔ کہ صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن کس طرح مسلمانوں کے مطالبات کو نظر انداز کر کے ہندوؤں کے ناجائز مطالبات کی قدر کرتے ہیں۔ ایک اور امر اس بات پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ اور وہ یہ کہ پچھلے سال سکھوں نے سکول میں گورمکھی جاری کرنے کے لئے درخواست کی۔ ان کی درخواست فوراً منظور ہوئی۔ اور گیانی ٹیچر بھیج دیا گیا۔ لیکن مسلمانوں نے بارہا عربی کلاس کھولنے کے لئے درخواست کی مگر ابھی تک عربی کا منظور ہونا تو درکنار ان کو تسلی بخش جواب تک دینا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

اب ہم آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل مطالبات پیش کرتے ہیں۔

(۱) سکول ہذا میں ایک مسلم ہیڈ ماسٹر کم از کم عرصہ دس سال تک رکھا جائے۔

(۲) بورڈنگ ہاؤس میں بھی دس سال تک مسلم سپرنٹنڈنٹ متعین کیا جائے۔

(۳) انسپکٹر صاحب بہادر مدارس حلقہ لاہور کو ہدایت فرمائی جائے کہ ہر موقعہ سالانہ معائنہ مسلم طلباء کی تعداد اور ان کی امداد بصورت معافی فیس وغیرہ کے متعلق رپورٹ درج کریں۔

(۴) جیسا کہ ضلع ہذا کی دوسری تحصیلوں میں لیا گیا ہے۔ اس تحصیل میں بھی کاشتکاروں کو نصف فیس کی معافی کی رعایت دی جائے۔

(۵) مسلمان طالب علموں کو بوجہ تعلیم میں پسماندہ ہونے کے خاص مراعات دی جائیں۔

(۶) سکول میں نصف عملہ مسلمان ہو۔

(سید محمد عبد الحق سیکرٹری انجمن اسلامیہ سری گوبند پور ضلع گورداسپور)

زروٹ جیل سنگھ کے مسلمانوں پر ہندوؤں کا حملہ

تحصیل شجاع آباد کوٹ کے قصبہ زروٹ جیل سنگھ میں ۱۷ مئی کو عاشورہ کے دن مسلمانوں کے مجمع پر ہندوؤں کے ایک ہجوم نے لاٹھیوں، ٹکوؤں اور دیگر مہلک اسلحہ کے ساتھ حملہ کر دیا۔ متعدد عورتوں اور مردوں کو زخمی کر کے تعزیہ توڑ پھوڑ کر اور لوٹ کھسوٹ کر چلے گئے جاتے جاتے مسجد کا دروازہ اور تین برجیاں بھی گرا گئے۔ کئی ایک قبروں کو بھی توڑ پھوڑ گئے۔ حملہ آور کو قصبہ کے ہندوؤں نے علی الاعلان کہا۔ کہ خوب مارو اور لوٹو۔

چونکہ ہندوؤں کی طرف سے شرارت کا پہلے سے خطرہ تھا۔ اس لئے انچارج سب انسپکٹر کو کئی بار مسلمانوں نے کہا۔ کہ ہندو فساد پر آمادہ نظر آتے ہیں اس کا انتظام کیا جائے۔ مگر وہ الٹا مسلمانوں کو گرفتار کرنے کی دھمکی دے کر ٹال دیتا رہا۔ آخر ہندوؤں نے حملہ کر ہی دیا۔ نیز کئی مکانوں سے چند عورتوں نے سنگ و خشت باری کر کے مسلمانوں کو زخمی کیا۔ مسلمان نہایت غریب اور بے کس ہیں۔ اور طالب امداد۔

(انجمن اتحاد المسلمین قصبہ زروٹ جیل سنگھ)

یکّہ

کیا پنجاب کے کسی شہر میں اب بھی ایسے یکے چلتے ہیں جن کے نیچے سپرنگ نہیں ہوتا۔ صرف دو بانسوں پر بیٹھک رکھی ہوئی اور چھتری ہوتی ہے۔ چونکہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہوا کرتے تھے۔ اس واسطے ہم اس کا فوٹو منگا کر لینا چاہتے ہیں۔ کوئی دوست مطلع فرمائیں۔ کہ ایسے یکے اب کہاں ہوتے ہیں تاکہ فوٹو لینے کا انتظام کیا جائے۔ (مفتی محمد صادق قادیان)

حیرت انگیز رعایت

جو خطوط ۲ و ۳ جون کو ڈاکخانہ میں ڈالے جائیں گے اُن سے نصف قیمت لی جائے گی

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں "تریاق اعظم" کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اس کی شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سُوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آب حیات، اور ہر مرض کیلئے اکسیر، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اُترتے ہی مُردہ جسم میں برقی رو دوڑ جائیگی، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، قولنج کے درد، معدے کے درد، جگر کے درد، گھٹنوں کے درد، غرضیکہ جملہ اقسام کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے ناسور، جلے ہوئے آبلوں، متلی، بخار، ہیضہ کیلئے اکسیر، قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے، مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے، قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے، کیونکہ کارخانہ اس تریاق اعظم کو شہرت دینا چاہتا ہے لہٰذا ۲ و ۳ جون کیلئے ایک روپیہ دو آنے محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

موسم گرما کیلئے بےنظیر تحفہ، مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جنکے چہرے زرد دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنیکو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری، ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال تمام گرمیوں میں انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے، کیونکہ یہ موسمی چیز ہے اور کارخانہ پبلک کو اس نعمت سے مستفیض کرنا چاہتا ہے، لہٰذا ۲ و ۳ جون کیلئے نصف قیمت یعنی دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، بلا گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، قے، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھجانا، سر چکرانا، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے دودھ، گھی، انڈے، بالائی، مکھن وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بےنظیر چیز ہے قیمت دو روپے، کیونکہ موسم گرما میں اس دوا کا ہر گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے، لہٰذا ۲ و ۳ جون کیلئے رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ، محصولڈاک علاوہ۔

(اشتہار) خاص رعایت

جو خطوط ۲ و ۳ جون کو ڈاکخانہ میں ڈالے جائیں گے انہیں حسب ذیل شہرہ آفاق اور مقبول عام ادویہ میں ۴ر فی روپیہ رعایت دی جائے گی

موتی سرمہ، اکسیر البدن، اکسیر اعظم، اکسیر بواسیر

یہ ادویہ بار بار کے تجربے سے پبلک سے غیر معمولی خراج تحسین اور شہرت حاصل کر چکی ہیں جس نے ایک دفعہ بھی کسی دوا کو منگوایا وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہو گیا مگر بعض اوقات بعض لوگوں کی طرف سے رعایت کا مطالبہ ہوتا ہے، اور اصول کی خاطر اُن کے مطالبہ کو رد کرنا پڑتا ہے کیونکہ کسی کارخانہ کی کامیابی کا راز اسکی اصول پرستی میں ہی مضمر ہے لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ ان لوگوں کیلئے بھی رعایت کیواسطے ۲ و ۳ جون کی تاریخیں مقرر کی جائیں، لہٰذا جو دوست ۲ و ۳ جون کو اپنے خطوط ڈاکخانہ میں پوسٹ کرینگے، انہیں حسب ذیل شہرہ آفاق اور مقبول عام ادویہ پر ۴ر فی روپیہ رعایت دی جائیگی۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندہ، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اسکا استعمال رکھینگے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے، محصولڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعود کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا، گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی، کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا، اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی ان ایام میں میں نے جب بھی آپکا سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا،

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے اس کے استعمال سے کئی ایک ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں، اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے، رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اعظم

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، موتی، عنبر وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے تو دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی اور پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے، ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بے چینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک پچیس روپے رعایتی اٹھارہ روپے بارہ آنے، محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اعظم سے پینتالیس سالہ اٹھارہ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر کشیر محمد صاحب حالی سب اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ (ضلع کوہاٹ) سے لکھتے ہیں:۔

"اکسیر اعظم کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اعظم کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت تین روپے رعایتی دو روپے چار آنے۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی اسکا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے اُنہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر، موتیوں کی طرح چمکاتا اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو ماہ کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے، ایک روپیہ، رعایتی صرف بارہ آنے،

جناب قاضی اکمل صاحب ناظم الفضل ۲۱ جون ۱۹۳۱ء کے الفضل میں لکھتے ہیں کہ "نور اینڈ سنز کی ساختہ بعض ادویہ کا میں نے تجربہ کیا مفید پائی گئیں، اور یہ امر موجب خوشی ہے کہ منیجر صاحب نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے، جبتک اُسے مختلف آدمیوں پر آزما کر مفید ہونیکا اطمینان حاصل نہ کر لیں، امید کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے"

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سرحدی کونسل میں ۲۴ مئی کو مختلف مطالبات زر پر آراء شماری ہوئی اور بعض مزید مطالبات منظور کئے گئے جن کی تفصیل یہ ہے محکمہ جنگلات کے لئے چھیاسٹھ لاکھ بائیس ہزار روپیہ۔ آبپاشی کے لئے دس لاکھ تین ہزار روپیہ عام انتظامات کے لئے تیرہ لاکھ پندرہ ہزار روپیہ اور محکمہ عدالت کے لئے پانچ لاکھ پچاس ہزار روپیہ نیز حکومت کے نظم ونسق کے متعلق شدید نکتہ چینی کی گئی بہت پر جوش تقریریں ہوئیں جن میں ارکان نے مطالبہ کیا کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے خان بہادر عبدالرحیم خاں ڈپٹی پریزیڈنٹ نے حکومت کو توجہ دلائی کہ انجام کار اسے انہیں اشخاص کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا جو آج کل جیل کی کوٹھڑیوں میں گرفتار ہیں اس لئے ان کے ساتھ بہتر برتاؤ ہونا چاہیئے۔

لاہور میونسپلٹی کے متعلق ڈپٹی کمشنر لاہور نے حکومت کو لکھا ہے کہ اسے معطل کر دیا جائے اور اس کی جگہ ایک یورپین افسر مقرر کیا جائے۔

پونا سے ۲۳ مئی کی اطلاع ہے کہ پنڈت کیشو راؤ سابق چیف جج حیدرآباد ہائی کورٹ شنبہ کی رات کو پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ ریاست حیدرآباد کی ہائیکورٹ کے پہلے ہندو جج تھے۔

لنڈن ۲۰ مئی۔ آج ہوائی جہاز "ہرقل" اور لنڈن نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ایک برق رفتار گاڑی کے درمیان لاسلکی ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ ہوائی جہاز گنگاسکو کے سفر کو روانہ ہو رہا تھا اور ریل گاڑی ۶۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہی تھی باوجود اس مخالف سرعت رفتار اور مسافت کے لاسلکی ٹیلیفون کے ذریعہ نامہ و پیام کیا گیا۔

صوبہ سرحد کی کونسل میں ۲۳ مئی کی بحث میں حکومت کو سخت شکست ہوئی جو اپنی قسم کی پہلی شکست ہے۔ آبکاری کے خرچ کا ۸۶ ہزار روپے کا مطالبہ پیش ہوا۔ ملک خدا بخش صاحب لیڈر انڈی پنڈنٹ پارٹی نے سارا مطالبہ واپس لینے کی تحریک کی۔ ۲۰-۲۲ ووٹوں کی اکثریت سے مطالبہ کو مسترد کرنے کی تحریک پاس ہو گئی۔

فسادات لاہور کے سلسلہ میں ڈبی بازار میں ایک مسلمان کو قتل کرنے کے الزام میں آٹھ ہندو نوجوانوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا ۲۳ مئی مسٹر سی ایچ ڈڈلی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں اس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ ۶ پر زیر دفعہ ۳۲ / ۱۴۷ تعزیرات ہند فرد جرم عائد کر کے سشن سپرد کر دیا گیا۔ اور باقی ملزمان کے خلاف زیر دفعہ ۱۴۷ تعزیرات ہند بلوہ کے الزام میں فرد جرم عائد کیا گیا عدالت نے ایک کے سوا باقی تمام ملزمان کو تا فیصلہ مقدمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہائی کا حکم دیدیا۔

مظفرپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بنگال اور بہار میں مختلف ریلوے کمپنیوں کو باقاعدہ طور پر دھوکہ دینے کی ایک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ جس میں تقریباً ۸۰ آدمی شریک تھے اور جو مختلف لائنوں پر پرانی ٹکٹیں استعمال کرتے تھے۔

لاہور ۲۳ مئی۔ سب ججی کا امتحان ۷-۸-۹-۱۰ نومبر ۱۹۳۲ء کو لاہور ہائی کورٹ میں ہو گا۔

رنگون ۲۴ مئی۔ محکمہ سراغرسانی کے انسپکٹر نے ایک برمی عورت کے مکان پر چھاپہ مارا اور ۵۵ ہزار روپے کی مالیت کی خام افیون برآمد کی۔ ایک برمی کو جس نے مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا۔

حاجیوں کا جہاز "جہانگیر" نامی ۲۳ مئی کو روانہ ہو چکا ہے اس میں ساڑھے گیارہ سو حاجی سفر کر رہے ہیں یہ جہاز ۲ جون کو کراچی پہنچ جائے گا۔

قسطنطنیہ ۲۳ مئی۔ ترکی کا ایک اہم سیاسی وفد سرکاری طور پر اطالیہ روانہ ہو گیا ہے اس وفد کو حکومت اطالیہ نے مدعو کیا ہے۔ وزیر اعظم عصمت پاشا اور وزیر خارجہ توفیق رشدی بے اور متعدد دیگر سرکردہ ترکی راہنما اس میں شامل ہیں۔

سری نگر ۲۴ مئی۔ "ٹرول" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۲۱ مئی کو بد امنی کا مظاہرہ کرنے والے پنڈتوں کے لڑکوں کے زخمی ہونے کی بے حد مبالغہ آمیز اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ جو فی الحقیقت کوئی بنیاد نہیں رکھتیں۔ ہسپتال میں تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ اکثر لڑکوں کے جسم پر زخموں کے کوئی نشانات نہ تھے اور بعض پرانے زخموں کے نشانات دکھا رہے تھے۔ لڑکوں کے بہت سے خراش اور زخم دوڑنے میں گرتے وقت آئے کیونکہ تمام زخم گھٹنوں اور بازوؤں وغیرہ پر تھے۔ اس وقت تک ۱۲۶ لڑکوں کا معائنہ ہوا ہے اور ان میں سے کوئی بھی شدید مجروح نہیں۔

کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور سنڈیکیٹ کے حکم سے رجسٹرار نے تمام ملحقہ کالجوں اور سکولوں کے پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کے نام ایک گشتی مراسلہ شائع کیا ہے جس میں انہیں ہدایت دی ہے کہ وہ آئندہ اپنی درسگاہوں میں ساڑھے بارہ بجے دوپہر اور ڈیڑھ بجے کے درمیان آدھ گھنٹہ کے لئے چھٹی دیدیا کریں تاکہ طلباء اس وقت تفریح کر لیا کریں خاص کر جمعہ کے دن یہ چھٹی اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ وقت نماز جمعہ کا ہے۔ یونیورسٹی کا یہ سرکلر قابل تعریف ہے لیکن جمعہ کے لئے آدھ گھنٹہ کی چھٹی کافی نہ ہو گی۔ کم از کم ایک گھنٹہ کی ہونی چاہیئے تاکہ مسلم طلباء نماز پڑھ سکیں۔

نیویارک میں ایک شخص کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے قبضہ سے ایک ڈائری برآمد ہوئی ہے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہے۔ "وہ شخص جس نے کچنر کو ہلاک کیا" گرفتار شدہ شخص کا نام کپتان فرٹز جوبرٹ ڈکیسن ہے اور وہ ایک مشہور جرمن جاسوس ہے۔ اس کا بیان ہے کہ اسے غلط شناخت کی بناء پر گرفتار کیا گیا ہے۔

آل انڈیا کرکٹ ٹیم اور ایم سی سی کے درمیان کرکٹ کا میچ لنڈن میں جو ہفتہ کے روز شروع ہوا تھا ۲۴ مئی کو نہیں کھیلا گیا۔ میچ ترک کر دیا گیا ہے اور دونوں ٹیمیں برابر قرار دی گئی ہیں۔

دیاسلائی کے بادشاہ آئیور کروگر نے مالی مشکلات سے مجبور ہو کر پیرس میں خودکشی کر لی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا دیوالیہ تھا۔ اس کے ذمہ ذاتی قرضہ اڑھائی کروڑ پونڈ ہے۔ اور کمپنی کے بالواسطہ قرضہ جات دو کروڑ پونڈ بیان کئے جاتے ہیں۔ کروگر کی جملہ کمپنیاں اب اس امر کے لئے مجبور ہو گئی ہیں کہ وہ بھی دیوالیہ کی درخواست دیدیں

بمبئی کی ۲۴ مئی کی خبر مظہر ہے۔ کہ دس روز کی فرقہ وارانہ دیوانگی کے بعد جس میں بے حد نقصان جان و مال ہوا۔ سرعت کے ساتھ صورت حال بحال ہو رہی ہے۔ فساد زدہ رقبہ میں مزید دکانیں کھل گئی ہیں۔ نیز سوت روئی اور اناج کی منڈیوں نے بھی دوبارہ کام شروع کر دیا ہے۔ بازاروں سے فوجی پہرے اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن ضرورت کے مطابق بعض مقامات پر انہیں متعین رہنے دیا گیا ہے۔

جاپانی کمانڈر انچیف جنرل شرکاوا کا انتقال ہو گیا ہے جنرل موصوف کی موت سے چند گھنٹے پہلے شہنشاہ نے اسے ملکی خدمات کے عوض بیرن کا خطاب دیا جنرل شرکاوا ۲۹ اپریل کے حادثہ شنگھائی میں جبکہ کوریا کے ایک باشندہ

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی